www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد[1]

جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

ربیع الاوّل میں درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ بارہ ربیع الاوّل کو میلاد النبی ﷺ منانے کا ہے۔ چنانچہ بہت سارے مسلمان نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے ہر سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو 'عید میلاد النبی ﷺ اور جشن مناتے ہیں۔ عمارتوں پر چراغاں کیا جاتا اور جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، نعت خوانی کے لئے محفلیں منعقد کی جاتیں اور بعض ملکوں میں سرکاری طور چھٹی بھی کی جاتی ہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا قرآن وحدیث میں 'جشن میلاد' کا کوئی ثبوت ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ نے اپنا میلاد منایا یا اس کی ترغیب دلائی؟ کیا آپ ﷺ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اپنے دورِ خلافت میں میلاد کے حوالے سے جشن منایا یا یومِ ولادت کو عید کا دن قرار دیا؟ کیا قرونِ اولیٰ میں اِس 'عید' کا کوئی تصور تھا؟

اگر قرآن وحدیث اور قرونِ اولیٰ کی تاریخ کا پوری دیانتداری کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ان تمام سوالات کے جوابات کچھ یوں ملتے ہیں:

① قرآن وحدیث میں جشن یا عید میلاد کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

② نہ نبی کریم ﷺ نے اپنا میلاد منایا اور نہ اس کی ترغیب دلائی۔

③ پھر خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اپنے دورِ خلافت میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے کوئی جشن سرکاری طور پر یا غیر سرکاری طور پر نہیں منایا اور نہ ہی یومِ ولادت کو عید کا دن قرار دیا۔ حالانکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ انھیں نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت تھی اور اگر وہ چاہتے تو ایسا کرسکتے تھے کیونکہ

[1] ناظم اعلیٰ مرکز دعوۃ الجالیات، الکویت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت اُن کے ہاتھوں میں تھی۔

④ قرونِ اولیٰ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ جنھیں نبی کریم ﷺ نے بہترین لوگ قرار دیا، اُس زمانے میں لوگوں کے ہاں اِس عید کا کوئی تصور نہ تھا اور نہ ہی وہ یہ جشن مناتے تھے۔

⑤ اِس پر مستزاد یہ کہ اِس اُمت کے معتبر ائمہ دین کے ہاں بھی نہ اس عید کا کوئی تصور تھا اور نہ وہ اُسے مناتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے شاگردوں کو اِس کی تلقین کرتے تھے۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ کا موجد

جشن عید میلاد النبی کی ابتدا ابوسعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن محمد الملقّب الملک المعظم مظفر الدین اربل (موصل، متوفی ۱۸رمضان ۶۳۰ء) نے کی۔ یہ بادشاہ ان محفلوں میں بے دریغ پیسہ خرچ کرتا اور آلاتِ لہو ولعب کے ساتھ راگ و رنگ کی محفلیں منعقد کرتا تھا۔

مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

اہلِ تاریخ نے صراحت کی ہے کہ بادشاہ بھانڈوں اور گانے والوں کو جمع کرتا اور گانے کے آلات سے گانا سنتا اور خود ناچتا۔ ایسے شخص کے فسق اور گمراہی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس جیسے کے فعل کو کیسے جائز اور اس کے قول پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے![1]

نیز کہتے ہیں:

اس فسق کی مختصر کیفیت اور اس بدعت کی ایجاد یہ ہے کہ مجلس مولود کے اہتمام میں بیس قبے لکڑی کے بڑے عالی شان بنواتا اور ہر قبہ میں پانچ پانچ طبقے ہوتے۔ ابتدائے ماہِ صفر سے ان کو مزین کرکے ہر طبقہ میں ایک ایک جماعت راگ گانے والوں، ٹپہ خیال گانے والوں، باجے، کھیل تماشے اور ناچ کود کرنے والوں کی بٹھائی جاتی اور بادشاہ مظفر الدین خود مع اراکین وہزارہا مخلوق قرب وجوار کے ہر روز بعد

۱ فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از عصر ان قبوں میں جاکر ناچ رنگ وغیرہ سن کر خوش ہوتا اور خود ناچتا۔ پھر اپنے قبہ میں تمام رات رنگِ لہو ولعب میں مشغول ہو رہتا اور دو روز قبل ایام مولود کے اونٹ، گائیں، بکریاں بے شمار طبلوں اور آلاتِ گانے ولہو کے ساتھ جتنے اس کے یہاں تھے، نکال کر میدان میں ان کو ذبح کرا کر، ہر قسم کے کھانوں کی تیاری کرا کر مجالسِ لہو کو کھلاتا اور شبِ مولود کی کثرت سے راگ قلعہ میں گواتا تھا۔[1]

یہ تو تھا اِس کا موجد۔ اور جہاں تک اِس کے جواز کا فتویٰ دینے والے شخص کا نام ہے، تو وہ ہے: ابوالخطاب عمر بن الحسن المعروف بابن دحیہ کلبی متوفی ۶۳۳ھ۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

بن نجار کہتے ہیں کہ میں نے تمام لوگوں کو اسکے جھوٹ اور ضعیف ہونے پر متفق پایا۔[2] وہ ائمہ دین اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرنے والا اور خبیث زبان والا تھا۔ بڑا احمق اور متکبر تھا اور دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ تھا۔[3]

یہ وہ شخص تھا جس نے ملکِ اربل کو جب محفلِ میلاد منعقد کرتے دیکھا تو نہ صرف اس کے جواز کا فتویٰ دیا بلکہ اس کے لئے مواد جمع کر کے ایک کتاب بنام التنویر في مولد السراج المنیر بھی لکھ ڈالی۔ اسے اُس نے بادشاہِ اربل کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اس کے صلہ میں اس کو ایک ہزار اشرفیوں کا انعام دیا۔[4]

اِن تمام حقائق سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی مناسبت سے جشن منعقد کرنے کا آغاز آنحضور ﷺ کی وفات کے تقریباً چھ سو سال بعد کیا گیا۔ لہٰذا آپ ذرا غور کریں کہ جب اِس جشن کا نہ قرآن وحدیث میں ثبوت ملتا ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل میں اِس کا وجود نظر آتا ہے، نہ قرونِ اولیٰ کی پوری تاریخ میں اِس کا تصور پایا جاتا ہے اور نہ ائمہ

۱ فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۲
۲ لسان المیزان: ۲/۲۹۵
۳ ایضاً: ۴/۲۹۶
۴ وفیات الأعیان لابن خلکان: ۳/۴۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اِس کے قائل تھے تو پھر آج کے مسلمان اِس کے منانے پر کیوں بضد ہیں ؟ کیا اُن سب حضرات کو نبی کریم ﷺ سے محبت وعقیدت نہ تھی جس کا دعویٰ اس دور کے لوگ کر رہے ہیں؟ اگر تھی اور یقیناً اِن لوگوں سے کہیں زیادہ تھی تو انھوں نے آپ ﷺ کا یوم ولادت کیوں نہ منایا؟

یہاں ایک اور بات نہایت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو کام بطورِ عبادت نہیں کیا وہ قطعاً دین کا حصہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی مسلمان کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اسے دین سمجھ کر یا کارِ خیر تصور کرتے ہوئے سر انجام دے۔ مثلاً آپ ﷺ نے نمازِ عیدین اور نمازِ جنازہ کے لئے اذان نہیں کہلوائی اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اِس کا کوئی وجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے نہیں کہلوائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اِس کا کوئی وجود نہ تھا تو قیامت تک کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اِسے دین کا حصہ یا عبادت تصور کرے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اذان میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور ذکر اللہ نہیں ہے؟ یقیناً اذان اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی بڑائی پر مشتمل ہے لیکن نمازِ عیدین اور نمازِ جنازہ سے پہلے مشروع نہیں ہے۔ اسی طرح 'جشن میلاد' کا مسئلہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ جشن نہیں منایا اور نہ ہی آپ ﷺ کے خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم نے منایا تو قیامت تک اسے دین کا حصہ یا کارِ ثواب تصور کرنا درست نہیں ہے۔

اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے:

كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلاَ تَعْبُدُوْهَا

ہر وہ عبادت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں کرتے تھے اُسے تم بھی عبادت سمجھ کر نہ کیا کرو۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے:

اِتَّبِعُوْا وَلاَ تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ، عَلَيْكُمْ بِالْأَمْرِ الْعَتِيْقِ[1]

"تم اتباع ہی کیا کرو اور (دین میں) نئے نئے کام ایجاد نہ کیا کرو، کیونکہ تمھیں اِس سے بچا لیا گیا ہے۔ اور تم اُسی امر کو لازم پکڑو جو پہلے سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے) موجود تھا۔

1 حجۃ النبی ﷺ از امام البانی: ص ۱۰۰؛ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۲/ ۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے اب تک جو لکھا ہے اگرچہ یہ ایک سنجیدہ اور دیانتدار آدمی کو سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ شریعت میں مروّجہ عید میلاد النبی ﷺ کی کوئی حیثیت نہیں۔ تاہم اس کی مزید وضاحت کے لئے اب ہم کچھ ایسے اصول بیان کرنا چاہتے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ان کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہ ہوگا کہ مروّجہ عید میلاد النبی دین میں ایک نیا کام (بدعت) ہے:

① اسلام ایک مکمل دین ہے:

اسلام کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیّت یہ ہے کہ یہ ایک مکمل دین ہے اور اس میں زندگی کے تمام شعبوں میں پیش آنے والے مسائل کے متعلق واضح تعلیمات موجود ہیں۔ اس لئے شارع نے اس میں کمی بیشی کرنے کی کسی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی... لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمان نہ صرف اسلام کی ثابت شدہ تعلیمات سے انحراف کرتے جارہے ہیں بلکہ غیر ثابت شدہ چیزوں کو اس میں داخل کرکے انہی کو اصل اسلام تصور کر بیٹھے ہیں۔ حالانکہ جب دین مکمّل ہے اور اس کی ہدایات واضح، عالمگیر اور ہمیشہ رہنے والی ہیں تو نئے نئے کاموں کو ایجاد کرکے اُنھیں اس کا حصہ بنادینا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾[1]

آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی۔ اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمھارے لئے پسند کرلیا۔

سو اللہ ربّ العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمارا دین ہمارے لئے مکمل کردیا، ورنہ اگر اسے نامکمل چھوڑ دیا جاتا تو ہر شخص جیسے چاہتا اس میں کمی بیشی کرلیتا اور یوں دین لوگوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا۔ اللہ ربّ العزت کے اس عظیم احسان کی قدروقیمت کا اندازہ آپ صحیحین کی ایک روایت سے کرسکتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک یہودی عالم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! کتاب اللہ (قرآن مجید) میں ایک ایسی آیت ہے جو اگر ہم یہودیوں کی جماعت پر نازل ہوتی تو ہم اس کے

[1] سورۃ المائدۃ:۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول کے دن کو بطورِ عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ آیت کونسی ہے؟ تو اس نے کہا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾[1]

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت عید کے دن ہی نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ عرفات میں تھے اور وہ دن جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

تو یہودی عالم نے یہ بات کیوں کہی تھی کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو یومِ عید تصور کر کے اس میں خوشیاں مناتے؟ اس لئے کہ وہ دین کے مکمل ہونے کی قدر وقیمت کو جانتا تھا جبکہ بہت سارے مسلمان اس سے غافل ہیں اور ایسے ایسے اُمور میں منہمک اور مشغول ہو کر رہ گئے ہیں کہ جنھیں وہ دین کا حصہ تصور کرتے ہیں حالانکہ دین ان سے قطعی طور پر بری ہے۔

② نبی کریم ﷺ نے ہر خیر کا حکم دے دیا تھا

یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ اللہ کا یہ مکمل دین رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوا اور بلاریب آپ ﷺ نے اسے اپنی اُمت تک مکمل طور پر پہنچا دیا تھا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«مَا تَرَكْتُ شَيْأً يُقَرِّبُكُمْ إِلَى اللهِ وَيُبْعِدُكُمْ عَنِ النَّارِ إِلاَّ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ وَيُبْعِدُكُمْ عَنِ اللهِ إِلَّا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْهُ»[2]

"میں نے تمھیں ہر اس بات کا حکم دے دیا ہے جو تمھیں اللہ کے قریب اور جہنم سے دور کر دے، اور تمھیں ہر اس بات سے روک دیا ہے جو تمھیں جہنم کے قریب اور اللہ سے دور کر دے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا بَقِيَ شَيْئٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ إِلاَّ وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ»[3]

"ہر وہ چیز جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرنے والی ہے اسے تمھارے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔"

1 صحیح بخاری: ۴۵؛ صحیح مسلم: ۳۰۱۷
2 حجۃ النبی ﷺ از البانی: ص ۱۰۳
3 سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ از البانی: ۱۸۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

«مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَكُمُ اللهُ بِهِ إِلاَّ قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ إِلاَّ قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ»[1]

"اللہ تعالیٰ نے تمھیں جن کاموں کا حکم دیا ہے میں نے بھی ان سب کا تمھیں حکم دے دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں جن کاموں سے منع کیا ہے میں نے بھی ان سب سے تمھیں منع کر دیا ہے۔"

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خیر و بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں چھوڑا جس کا آپ نے اُمّت کو حکم نہ دیا ہو۔ اور شر اور برائی کا کوئی عمل ایسا نہیں چھوڑا جس سے آپ نے اُمّت کو روک نہ دیا ہو۔ لہٰذا یہ جاننے کے بعد اب اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں کہ ہر وہ عمل جو لوگوں کے نزدیک خیر و بھلائی کا عمل تصور کیا جاتا ہو وہ اس وقت تک خیر و بھلائی کا عمل نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی حکم یا ترغیب ثابت نہ ہو۔ اسی طرح برا عمل ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی فرمان ثابت نہ ہو وہ برا تصور نہیں ہو گا۔ گویا خیر و شر کے پہچاننے کا معیار رسول اللہ ﷺ ہیں، کسی کا ذوق و رغبت نہیں کہ جس کا جی چاہے دین میں اپنے زعم کے مطابق خیر کے کام داخل کرتا رہے یا اپنی منشا کے مطابق کسی عمل کو برا قرار دے دے۔

پھر یہ بات بھی سوچنی چاہیے کہ کیا نئے نئے کاموں کو ایجاد کر کے دین میں شامل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے (معاذ اللہ) پورا دین لوگوں تک نہیں پہنچایا تھا اور بعض خیر کے کام ان سے اور ان کے اوّلین ماننے والوں سے چھوٹ گئے تھے جس کی بنا پر اب بھی دین میں کمی بیشی کی گنجائش موجود ہے؟ یقیناً یہ بات لازم آتی ہے۔ اسی لئے امام مالک فرماتے تھے:

مَنِ ابْتَدَعَ فِي الإِسْلاَمِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ، اِقْرَؤُا قَوْلَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ لَنْ يَصْلُحَ آخِرُ هَذِهِ

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ از البانی: ۱۸۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأُمَّةِ إلاَّ بِمَا صَلُحَ بِهٖ أَوَّلُهَا، فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا لاَ يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا
”جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی، پھر یہ خیال کیا کہ یہ اچھائی کا کام ہے تو اس نے گویا یہ دعویٰ کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت (اللہ کا دین پہنچانے) میں خیانت کی تھی (یعنی پورا دین نہیں پہنچایا تھا) تم اللہ کا یہ فرمان پڑھ لو: (ترجمہ) ” آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمھارے لئے پسند کر لیا۔“ ... پھر امام مالک نے کہا: اس اُمّت کے آخری لوگ بھی اسی چیز کے ساتھ درست ہو سکتے ہیں جس کے ساتھ اس اُمّت کے پہلے لوگ درست ہوئے تھے۔ اور جو عمل اس وقت دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا۔“[1]

امام مالک کا یہ فرمان: ” جو عمل اس وقت دین نہیں تھا، وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا“ قیامت تک کے لوگوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور ہر دینی مسئلہ کا ثبوت قرونِ اُولیٰ سے ڈھونڈنا چاہئے۔ اگر اس کا ثبوت اس وقت سے مل جائے تو اس پر عمل کر لیا جائے ورنہ اسے قطعًا دین کا تصور نہ کیا جائے۔

③ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ متقی اور سب سے بڑے عبادت گذار تھے!

اس حقیقت سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ متقی اور سب سے بڑے عبادت گذار تھے۔ اس لئے آپ ﷺ سے ثابت شدہ عبادات پر ہی عمل کرنا چاہئے اور کسی نئی عبادت کو دین میں شامل کر کے ان سے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ چنانچہ اُنھوں نے اس کے بارے میں انھیں مطلع کیا تو وہ آپ ﷺ کی عبادت کو (اپنے نظریے سے) کم تصور کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم کہاں نبی اکرم ﷺ کے برابر ہو سکتے ہیں، ان کی تو اللہ ربّ العزت نے اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں! پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات کا قیام کرتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی

1 الاعتصام از شاطبی: ۴۹/۲؛ الوجیز فی عقیدۃ السلف (اہل السنۃ والجماعۃ) از عبد اللہ بن عبد الحمید اثری: ۱۶۱/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ ان کی یہ باتیں آنحضور ﷺ تک پہنچیں تو آپ اُن کے پاس آئے اور فرمایا:

«أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لله وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي» [1]

''کیا وہ تم ہو جنھوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ تمھیں جاننا چاہئے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ متقی ہوں۔ میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں، میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جو شخص میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔''

اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے پہلے اپنی اس حیثیت کو ذکر فرمایا کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ متّقی اور سب سے بڑا عبادت گذار ہوں۔ پھر آپ نے اپنے طریقۂ کار کی وضاحت فرمائی اور اس کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ میرے اِس طرزِ عمل سے منہ پھیر کر کوئی اور طرزِ عمل اختیار کرنے والے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ صرف اُن عبادات پر عمل کرنا چاہئے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوں اور کسی ایسے عمل کو عبادت تصور نہیں کرنا چاہئے جس کا آپ ﷺ سے ثبوت نہ ملتا ہو۔

یہ تینوں اُصول ہمیں یہ بات سمجھانے کیلئے کافی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دین میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اور یہ کہ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنا اور ان پر عمل کرنا حرام ہے۔

اور انہی تین اصولوں کی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ مروّجہ عید میلاد النبی ﷺ کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی یہ دین کا حصہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ دین کا حصّہ ہوتا تو قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے اس کا کوئی ثبوت ضرور ملتا اور اس کے بارے

۱ صحیح بخاری: ۵۰۶۳؛ صحیح مسلم: ۱۴۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رسولِ اکرم ﷺ اپنی اُمّت کو واضح تعلیمات دیتے جیسا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بارے میں آپ ﷺ نے واضح تعلیمات ارشاد فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ کی تعریف میں غلوّ

اگر دوسرے پہلو سے محفلِ میلاد کا جائزہ لیا جائے تو یہ بدعت ہونے کے ساتھ منکرات کو بھی اپنے پہلو میں سمائے ہوئے ہے مثلاً مرد و زن کا اختلاط، آلاتِ موسیقی کا اِستعمال، طبلے اور ڈھولک کی تال پر نوجوانوں کا رقص اور اِس جیسی بیسیوں قباحتیں موجود ہیں جو محفلِ میلاد کے نام پر ثواب سمجھ کر اختیار کی جاتی ہیں۔ اور پھر ان محفلوں میں سب سے بڑے گناہ (شرک) کا ارتکاب کرنے کے کئی مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں۔

مدحِ رسول ﷺ میں غلو سے کام لیا جاتا ہے۔ غیر اللہ سے فریاد رسی اور مدد طلب کی جاتی ہے۔ اور اِس اعتقاد کو ببانگِ دُہل بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ غیب بھی جانتے تھے۔ حالانکہ یہ اللہ کا وصف اور اسی کا خاصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ»[1]

دین میں غلو کرنے سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے تباہ کیا۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

«لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ»[2]

میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا۔ بے شک میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا تم بھی ''اللہ کا بندہ اور اس کا رسول'' ہی کہو۔

رسولِ اکرم ﷺ کی تشریف آوری

میلاد منانے والے حضرات کا خیال ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ محفلِ میلاد میں بذاتِ خود

۱ سنن نسائی: ۳۰۵۷، ابن ماجہ: ۳۰۲۹ وصححہ الألبانی
۲ صحیح بخاری: ۳۴۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لاتے ہیں اور اس بناپر وہ آپ ﷺ کو سلام اور خوش آمدید کہنے لے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جبکہ یہ بہت بڑا جھوٹ اور بدترین جہالت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور آپ کی مُبارک رُوح اعلیٰ علیین دارالکرامۃ میں اپنے ربِّ عظیم کے پاس ہے۔ اور آپ قیامت سے پہلے اپنی قبر مُبارک سے باہر نہیں آئیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنون میں اِرشاد فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾[1]

پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو پھر تمھیں قیامت کے روز اُٹھایا جائے گا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»[2]

میں قیامت کے دن اولادِ آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر کا منہ کھولا جائے گا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

کیا دین میں بدعتِ حسنہ کا وجود ہے؟

دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنا جن کا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے کوئی ثبوت نہ ملتا ہو نہایت خطرناک امر ہے۔ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، ایسے کام کرنے والے لوگ قیامت کے روز نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں حوضِ کوثر کے پانی سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار نصیحت کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے من جملہ باتوں کے یہ بھی ارشاد فرمایا:

«أَلَا وَ إِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، أَصْحَابِي؟ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ»[3]

١ سورۃ المؤمنون:١٦
٢ صحیح مسلم:٢٢٧٨
٣ صحیح بخاری:٦٥٢٦ ؛ صحیح مسلم:٢٨٦٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خبر دار! میری اُمّت کے کچھ لوگوں کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور انھیں بائیں طرف (جہنم کی جانب) دھکیل دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے پروردگار! یہ تو میرے ساتھی ہیں؟ تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام دین میں ایجاد کر لئے تھے!

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ، حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ اِخْتَلَجُوْا دُوْنِي فَأَقُوْلُ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ لِي: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ»[1]

میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ ضرور بالضرور حوض پر میرے پاس آئیں گے، یہاں تک کہ میں جب انھیں پہچان لوں گا تو اُنھیں مجھ سے دور دھکیل دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: یہ تو میرے ساتھی ہیں! تو مجھے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کئے تھے۔

معلوم ہوا کہ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے والے لوگ قیامت کے روز نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں حوضِ کوثر کے پانی سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ایجادِ بدعات سے اجتناب کرتے ہوئے سنتِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے۔ اور چاہے خوشی ہو یا غمی کسی بھی صورت میں آپ ﷺ کے طریقے سے انحراف نہ کرے، اسی میں اس کی خیر وبھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ اگر بدعت ہے تو یہ بدعتِ سیئہ نہیں بلکہ بدعتِ حسنہ ہے! جبکہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ دین میں ہر نیا کام بدعتِ سیئہ اور گمراہی ہے خواہ وہ بظاہر کارِ خیر کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبۂ حاجت میں ارشاد فرماتے تھے:

«أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»[2]

حمد وثنا کے بعد! یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ اور سب سے بُرے اُمور وہ ہیں جنھیں دین میں نیا ایجاد کیا جائے اور ہر بدعت

۱ صحیح بخاری:۶۵۸۲

۲ صحیح مسلم:۸۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہی ہے۔

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس کام کا کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ میں ثبوت نہ ہو اور اسے دین میں ایجاد کیا گیا ہو وہ سب سے برا کام ہے چاہے وہ لوگوں کی نظر میں کتنا اچھا کیوں نہ ہو۔ اور دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ذرا سوچیں کہ اگر کارِ خیر کے نام پر دین میں کوئی نیا کام ایجاد کرنا جائز ہوتا تو رسول اکرم ﷺ اُن تین اشخاص کو تنبیہ کیوں کرتے جن میں سے ایک نے پوری رات قیام کرنے، دوسرے نے ہمیشہ روزے رکھنے اور تیسرے نے عورتوں سے شادی نہ کرنے کا عزم کیا تھا؟ کیا ان کے عزائم خیر کے کاموں کے متعلق نہ تھے؟ کیا ان تینوں اشخاص نے کسی برے عمل کا ارادہ کیا تھا کہ اس پر آپ ﷺ نے اُنھیں سخت تنبیہ کی؟ یقیناً انہوں نے خیر کے کاموں کا ہی ارادہ کیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُن کے ان عزائم کی تردید کر دی کیونکہ وہ اگرچہ خیر کے کاموں کے متعلق ہی تھے مگر آپ ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر تھے اور گویا آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بدعتِ حسنہ نام کی کوئی چیز اسلام میں موجود نہیں ہے۔ اور جب تک خیر کا کوئی عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے ثابت نہ ہو اس وقت تک وہ نہ خیر کہلا سکتا ہے اور نہ ہی وہ دین کا حصہ ہوتا ہے۔

اور حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»[1]

"جس شخص نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس سے نہیں تھا، وہ مردود ہے۔"

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»[2]

"جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔"

اِس حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ دین میں ہر نیا کام اور ہر نیا طریقہ مردود اور

1 صحیح بخاری: ۲۶۹۷، صحیح مسلم: ۱۷۱۸

2 صحیح بخاری: ۲۶۹۷؛ صحیح مسلم: ۴۴۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقابل قبول ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور ان سے کہا: میں نے ابھی مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے جسے میں درست نہیں سمجھتا حالانکہ میں نے الحمدللہ خیر ہی کو دیکھا ہے! اُنھوں نے کہا: وہ کیا ہے؟

ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود جب مسجد میں جائیں گے تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ مختلف حلقوں میں بیٹھے نماز کا انتظار کر رہے ہیں، ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ہر حلقہ میں ایک آدمی باقی لوگوں سے کہتا ہے کہ تم سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ تم سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھو، تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اب تم سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں!

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے یہ سب کچھ دیکھ کر اُن سے کیا کہا؟

اُنھوں نے جواب دیا: میں نے آپ کی رائے کے انتظار میں انھیں کچھ بھی نہیں کہا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے انھیں یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے گناہوں کو شمار کریں (نہ کہ نیکیوں کو) اور آپ انھیں ضمانت دیتے کہ تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی!

پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور اُن حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس جا کر فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ابوعبدالرحمن! یہ کنکریاں ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کی تسبیحات شمار کر رہے ہیں!

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی برائیاں شمار کرو اور میں تمھیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ پھر فرمایا:

وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُوْنَ وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ مُفْتَتِحُو بَابَ ضَلَالَةٍ؟

"افسوس ہے تم پر اے امتِ محمد ﷺ، تم کتنی جلدی ہلاکت کی طرف چل دیئے! یہ تمھارے نبی ﷺ کے صحابہ ابھی بکثرت موجود ہیں، اور آپ ﷺ کے کپڑے ابھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے برتن ابھی ٹوٹے ہیں، اُس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم محمد ﷺ کے طرزِ عمل سے بہتر طرزِ عمل پر ہو یا تم گمراہی کا ایک دروازہ کھول رہے ہو!"

لوگوں نے کہا: وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ

ابو عبدالرحمٰن! اللہ کی قسم ہم نے تو خیر کا ہی ارادہ کیا تھا۔

اُنھوں نے فرمایا: وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ "کتنے لوگ ہیں جو خیر کا ارادہ کرتے ہیں لیکن وہ خیر کو ہرگز نہیں پا سکیں گے۔"¹

ذرا غور کیجیے، کیا تسبیحات کا پڑھنا برا عمل تھا؟ یقیناً یہ برا عمل نہ تھا اور نہ ہی حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے تسبیحات پڑھنے پر اُنھیں برا بھلا کہا، بلکہ ان کے لب و لہجہ میں جو سختی تھی وہ اس لئے تھی کہ انھوں نے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی سنتِ طیبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے ہٹ کر تسبیحات پڑھتے ہوئے دیکھا، کیونکہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کنکریوں کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیحات کو شمار کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ حلقوں میں بیٹھ کر اجتماعی شکل میں نہیں بلکہ انفرادی طور پر الگ الگ تسبیحات پڑھتے تھے۔ تو ان کا یہ عمل اگرچہ لوگوں کی نظر میں کارِ خیر تھا، لیکن چونکہ رسول اکرم ﷺ کی سنّت سے ہٹ کر تھا اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُنھیں نہایت سخت الفاظ میں تنبیہ کی۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ چلیں ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں، کیونکہ یہ عملِ خیر ہی ہے، بلکہ انھوں نے اسے گمراہی کا ایک دروازہ کھولنے کے مترادف قرار دیا۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ دین میں کوئی بدعتِ حسنہ نہیں ہے، ہر بدعت بری ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے کچھ دلائل اور ان کا جواب

میلاد منعقد کرنے والے عموماً پانچ دلیلیں دیتے ہیں:

① میلاد سالانہ یادگار ہے اور اُس کے منانے سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت میں

1 سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۲۰۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہوتا ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دن میں دسیوں مرتبہ یاد نہ کرتا ہو تو اس کے لئے سالانہ یا ماہانہ یادگاری محفلیں منعقد کی جائیں جن میں وہ اپنے نبی کو یاد کر سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبّت کا اظہار کر سکے۔ لیکن اگر مسلمان رات اور دن میں دسیوں مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا اور ان پر درود وسلام پڑھتا رہتا ہو تو اس مقصد کے لئے سالانہ محفلیں منعقد کرنا چہ معنی دارد؟

② میلاد میں شمائل محمدیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

جواب: اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل وفضائل کو سال میں ایک مرتبہ سن لینا کافی نہیں ہے، ایک مرتبہ سن لینا کیسے کافی ہو سکتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایسی ہے جس کو سال بھر سنتے اور سیکھتے رہنا ضروری اور ناگزیر ہے۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر اظہارِ خوشی ایمان کی دلیل ہے۔

جواب: یہ دلیل بھی بالکل بے معنیٰ ہے کیونکہ سوال یہ ہے کہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا اس دن کی ہے جس میں آپ کی پیدائش ہوئی؟ اگر خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو یہ ہمیشہ ہونی چاہیئے اور کسی ایک دن کی ساتھ خاص نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر خوشی اس دن کی ہے جس دن آپ پیدا ہوئے تو یہی وہ دن ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ہوئی، تو محبوب کی موت کے دن خوشی منانا کونسی عقل مندی ہے؟

④ میلاد میں لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے جس میں بڑا اجر وثواب ہے۔

جواب: یہ دلیل تو سب سے زیادہ کمزور ہے کیونکہ کھانا کھلانے کی ترغیب سال میں کسی ایک دن کے لئے نہیں بلکہ پورے سال کے لئے ہے۔

⑤ میلاد میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔

جواب: یہ دلیل بھی پہلی چاروں دلیلوں کی طرح باطل ہے، کیونکہ قرآن کی تلاوت کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کیلئے اکٹھا ہونا از خود ایک بدعت ہے۔ اسکے علاوہ طرب انگیز آواز میں مدحیہ اشعار وقصائد پڑھنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں غلو کرنا بھی غلط ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ پانچوں دلیلیں اس لئے بھی ناکافی ہیں کہ اگر اُنھیں درست مان لیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے (نعوذ باللہ) چوک ہوگئی تھی اور آپ ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن ان چیزوں کی طرف رغبت نہ دلائی جس کی تلافی یہ میلاد منانے والے کرتے ہیں!!

میلاد کو جائز قرار دینے والوں کے چند کمزور شبہات

① **شبہ:** ایک واقعہ منقول ہے کہ بدنصیب ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا۔ خیریت پوچھی گئی تو کہا کہ آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں، البتہ ہر دوشنبہ کی رات کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان سے انگلی کے سرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ اتنی مقدار میں پانی چوس لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس کو اس کی باندی ثویبہ نے جب آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس نے خوشی میں آکر اپنی اس باندی کو آزاد کر دیا تھا۔[1]

ازالہ: اس کا جواب یہ ہے کہ ۱۔ کسی کے خواب سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ ۲۔ دوسرا یہ کہ یہ روایت مرسل ہے جو ناقابلِ حجت ہوتی ہے۔ ۳۔ تیسرا یہ کہ سلف اور خلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافر اگر کفر کی حالت میں مر جائے تو اس کو اس کے نیک اعمال کا ثواب نہیں ملے گا۔ ۴۔ چوتھا یہ کہ ابولہب کی خوشی ایک طبعی خوشی تھی، تعبدی خوشی نہ تھی اور اگر خوشی اللہ کے لئے نہ ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا ہے۔ ۵۔ پانچواں یہ کہ مؤمن کو آپ ﷺ کی پیدائش پر ہمیشہ خوش ہونا چاہئے، اس کے لئے آپ ﷺ کے یومِ پیدائش کو خاص کرنا درست نہیں ہے۔

② **شبہ:** روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا عقیقہ خود کیا تھا اور چونکہ آپ کے دادا نے بھی آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا تو اصل میں آپ ﷺ نے اپنی ولادت کا شکرانہ ادا کرنے کیلئے عقیقہ کیا۔ لہٰذا اُمّت کو بھی آپ کی ولادت کے دن کھانے پینے کا انتظام بطورِ خاص کرنا چاہیے۔

[1] صحیح بخاری: ۵۱۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ: اس کا جواب یہ ہے:

۱۔ یہ روایت کمزور ہے اور امام نووی نے اسے باطل حدیث قرار دیا ہے۔[1]

۲۔ اور اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں یہ کہاں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ عقیقہ اپنی ولادت پر شکریہ ادا کرنے کے لئے کیا تھا؟ یہ تو محض اپنے گمان پر مبنی ہے اور گمان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی: ﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾

۳۔ اور اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تو ایک ہی بار عقیقہ کیا تھا، ہر سال تو نہیں کیا تھا! جبکہ میلاد منانے والے تو ہر سال میلاد مناتے ہیں!

③ **شبہ:** صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا اور آپ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ یہ ایک اچھا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی... الخ۔[2]

لہٰذا جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرئیل کی نجات کے شکریہ میں آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو ہم بھی آپ ﷺ کے یومِ ولادت کو روزہ کا دن نہیں بلکہ کھانے پینے اور جشن منانے کا دن بنائیں!!

ازالہ: کس قدر عجیب ہے یہ بات؟ اگر اس حدیث کو دلیل بنانا تھا تو اس کے مطابق روزہ رکھنے کی بات کرتے، لیکن اُس کو تو چھوڑ دیا کیونکہ روزہ میں بھوک وپیاس کو برداشت کرنا پڑتا ہے جو یار لوگوں کے لئے بڑا مشکل امر ہے۔ اور بات کی تو کھانے پینے اور جشن منانے کی کی... کیا اللہ تعالیٰ کا شکر عیش ومستی اور دعوتیں اُڑا کر کیا جاتا ہے؟

④ **شبہ:** صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ سوموار کا دن وہ دن ہے جس میں مَیں پیدا ہوا اور اسی دن مبعوث ہوا... الخ[3]

۱ المجموع از امام نووی: ۸/۴۳۱
۲ صحیح بخاری: ۲۰۰۴
۳ صحیح مسلم: ۲۷۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ: اس کا جواب یہ ہے:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی نعمتِ ولادت پر شکر اسی نوع کا ہونا چاہئے جس نوع کا شکر خود رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن جو بارہ ربیع الاول ہے، روزہ نہیں رکھا بلکہ آپ نے سوموار کے دن کا روزہ رکھا جو ہر مہینے میں چار پانچ مرتبہ آتا ہے۔ اس بنا پر بارہ ربیع الاول کو کسی عمل کے لئے خاص کرنا اور ہر ہفتہ آنے والے سوموار کو چھوڑ دینا دراصل آپ ﷺ کی تصحیح ہے جس کا کوئی مسلمان تصور ہی نہیں کر سکتا ہے۔

۳۔ تیسرا یہ کہ جب آپ ﷺ نے اپنی ولادت کے شکریہ میں سوموار کا روزہ رکھا تو کیا آپ نے روزے کے ساتھ کوئی محفل اور تقریب بھی منعقد کی جیسا کہ یہ میلادی لوگ کرتے ہیں کہ لوگوں کا اژدحام ہوتا ہے، مدحیہ اشعار اور نغمے پڑھے جاتے ہیں اور خصوصی کھانا پینا ہوتا ہے؟

اسلامی عیدیں

میلاد منانے والے حضرات آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو 'عید' کا دن قرار دیتے ہیں جبکہ اِس اُمت کے اوّلین دور سے ہی اہل اسلام کے ہاں 'سالانہ' دو ہی عیدیں چلی آ رہی ہیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ان لوگوں کے سال میں دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے (خوشیاں مناتے) تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ اُنہوں نے کہا: زمانۂ جاہلیت سے ہم ان دنوں میں کھیلتے اور خوشی مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«قَدْ أَبْدَلَكُمُ اللهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحٰى»[1]

اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلہ میں دو بہتر دن عطا فرمادیئے ہیں اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ اسلامی تہوار کے طور پر منانے کے لئے شرعی عیدیں

۱ سنن نسائی: ۱۵۵۶... وصححہ الألبانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال میں صرف دو ہی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس کے علاوہ یوم جمعہ کو مسلمانوں کی ہفتہ وار عید قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ، فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ، وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ»[1]

بے شک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کے لئے (عید کا دن) بنایا ہے۔ لہٰذا جو شخص نمازِ جمعہ کے لئے آئے تو وہ غسل کرے اور اگر خوشبو موجود ہو تو ضرور لگالے۔ اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

شمارہ ۳۵۹، نومبر ۲۰۱۲ء میں نمبروں کی اصلاح

گذشتہ شمارہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے شائع ہونے والے مضمون کے وسط میں بعض پیراگرافوں کے آغاز میں درج ہونے والے نمبر غلط ترتیب کے ساتھ مسلسل شائع ہوگئے ہیں۔ ازراہِ کرم صفحہ نمبر ۴۴ پر ۴، ۵، ۶ کو ۱، ۲، ۳... صفحہ نمبر ۴۵ پر ۸، ۹، ۱۰ کو ۱، ۲، ۳... صفحہ نمبر ۴۷ پر ۱۱، ۱۲ کو ۱، ۲... اور صفحہ نمبر ۴۸ پر ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ کو ۳، ۴، ۱، ۲، ۳ سے تبدیل کر دیں۔ شکریہ ادارہ

۱ سنن ابن ماجہ: ۱۰۹۸ ... وصححہ الألبانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ